OPEN ACCESS
IRJAIS
ISSN (Online): 2789-4010
ISSN (Print): 2789-4002
www. irjais.com

قرآن کریم میں بنی اسرائیل کو عطا کردہ الحکم والنبوہ: اسرار و حکم: منتخب اردو تفسیری ادب کا مطالعہ

Al-Hikam and Prophethood given to Bani Israel in the Holy Quran: Mysteries and Commands. (Study of Selected Urdu Commentary Literature)

Shoaib Siddique
M. Phil Scholar; Institute of Islamic Studies, Punjab University, Lahore
Dr. Ihsan ur Rahman Ghori
Associate Professor; Institute of Islamic Studies, Punjab University, Lahore

Abstract

In the Holy Qur'an and especially in Surat Al-Baqarah, Bani Israel has been mentioned a lot. It is clear that Bani Israel was entrusted with the responsibility of Imamate in Surah Al-Baqarah, Allah says**:** O Bani Israel, remember My favor which I bestowed on you and I gave you superiority over all the worlds**".**But those people could not be worse than their rightful position because of this responsibility. It is clearly stated in Surah Al-Baqarah and Surah Al-Imran that now as the last Ummah, the Muslim Ummah has been entrusted with this responsibility, so the faults of the previous Ummah and their end as well. It has been clearly stated so that the Muslim Ummah can avoid this pit of degradation**.** In Surah Al-Baqarah, Allah Almighty said**" :**Ask the children of Israel how many clear proofs We gave them, and whoever changes the favor of Allah after it has come to him, then Allah is severe in punishment**".**Bani Israel was given the position of Imamat-e-Alam before the Muslim Ummah, and after Hazrat Ibrahim (peace be upon him), the chain of prophethood was going on in his family. They became envious. It is mentioned in the revelation that the Jews were waiting for the last prophet in Arabia for a period of time. They thought that the prophet would come from the Bani Israel just like the prophets before him, but when Hazrat Muhammad (peace be upon him) came from the Bani Ismail. When he was sent, he rejected him because of jealousy. However, it is clear in the Holy Quran that the clear signs of him were present in the Torah and the Gospel**.**

Key Words: Al-Hikam, Prophethood, Bani Israel.

تعارفِ موضوع:

قرآن پاک میں اور بالخصوص سورۃ البقرہ میں بنی اسرائیل کا تذکرہ کثرت سے کیا گیا ہے ان پر کیے گئے انعامات، ان کی خامیاں اور ان خامیوں کے سبب ان کا انجام بھی واضح کیا گیا ہے ،بنی اسرائیل کا تذکرہ قرآن پاک میں جابجا مذکور ہے اور قرآن کریم میں صراحت ہے کہ بنی اسرائیل کو امامت کی ذمہ داری سونپی گئی تھی سورۃ البقرہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اے بنی اسرائیل میری اس نعمت کو یاد کرو جو میں نے تم پر انعام کی اور میں نے تمہیں تمام جہانوں پر فضیلت دی"[1]

لیکن وہ لوگ اس ذمہ داری سے کماحقہ عہدہ برا نہیں ہو سکے سورۃ البقرہ اور سورۃ آل عمران میں صراحت سے بیان کیا گیا ہے کہ اب آخری امت کی حیثیت سے امت مسلمہ کو یہ ذمہ داری سونپی گئی ہے لہذا سابقہ امت کی خرابیاں اور ان کا انجام بھی واضح طور پر بتایا گیا ہے۔ تاکہ امت مسلمہ اس انحطاط کے گڑھے سے بچ سکے۔

سورۃ البقرہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"بنی اسرائیل سے پوچھیے کہ ہم نے انہیں کتنی روشن دلیلیں دیں اور جو اللہ کی نعمت کو بدل دیتا ہے بعد اس کے کہ وہ اس کے پاس آچکی ہو تو بیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے "[2]

بنی اسرائیل کو امت مسلمہ سے قبل امامتِ عالم کے منصب پر فائز کیا گیا تھا،اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد انہی کے خاندان میں نبوت کا سلسلہ چل رہا تھا اللہ بزرگ و برتر نے جب آخری نبی بنی اسماعیل سے منتخب کیا تو وہ حسد میں مبتلا ہو گئے۔ کشاف میں مذکور ہے کہ یہود ایک مدت سے عرب میں آخری نبی کے منتظر تھے وہ سمجھتے تھے کہ وہ نبی بنی اسرائیل میں سے ہی آئے گا جیسے اس سے پہلے انبیاء آتے رہے لیکن جب حضرت محمد ﷺ بنی اسماعیل سے مبعوث ہوئے تو انہوں نے حسد کی وجہ سے آپ کا انکار کر دیا۔ حالانکہ قرآن پاک میں صراحت ہے کہ آپ ؐ کی واضح نشانیاں تورات اور انجیل میں موجود تھیں۔

تعارفِ بنی اسرائیل:

جد الانبیاء سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے بنو اسرائیل کی تاریخ کا آغاز ہوتا ہے۔ ابراہیم ؑ کا آبائی وطن عراق تھا۔ ابراہیم علیہ السلام عراق سے ہجرت کر کے فلسطین میں آباد ہو گئے۔ سفر ہجرت کے دوران آپ نے سیدہ سارہ ؓ اور سیدہ ہاجرہ ؓ سے شادیاں کیں۔ آپ کے چھوٹے بیٹے اسحاق ؑ سیدہ سارہ ؓ کے بطن سے تھے جبکہ بڑے بیٹے اسماعیل ؑ جو آپ ﷺ کے جد امجد بھی ہیں، سیدہ ہاجرہ ؓ کے

---

[1] البقرہ، ۲:۴۷

[2] البقرہ، ۲:۲۱۱

بطن سے تھے۔ سیدنا ابراہیمؑ نے اللہ کے حکم سے اپنے بڑے بیٹے اسماعیلؑ اور ان کی والدہ ہاجرہ کو مکہ میں لاکر آباد کر دیا جبکہ خود سیدہ سارہؓ اور چھوٹے بیٹے سیدنا اسحاقؑ کے ساتھ فلسطین میں ہی مقیم رہے۔

سیدنا ابراہیمؑ کے چھوٹے صاحبزادے سیدنا اسحاقؑ کے بیٹے کا نام سیدنا یعقوب تھا۔ سیدنا یعقوب ؑ کا عبرانی لقب اسرائیل تھا۔ لہذا ان کی اولاد "بنی اسرائیل" کہلائی۔ سیدنا یعقوبؑ کے بارہ بیٹے تھے، اس لیے ابتدا سے بنی اسرئیل بارہ قبیلوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ سیدنا یعقوبؑ کے سب سے چھوٹے بیٹے سیدنا یوسف ؑ مصر میں ایک بہت بڑے سرکاری عہدے پر متمکن ہوئے تو بے شمار بنی اسرائیل مصر میں جا کر آباد ہو گئے۔ اس دوران بھی اس قوم کی ہدایت کے لیے کئی پیغمبر آئے جن میں سے سیدنا ایوب علیہ السلام کافی مشہور ہیں۔ بنی اسرئیل ایک طویل مدت کی آسائش اور حکمرانی کے بعد قبطیوں کی غلامی میں جکڑے گئے تو ان کی رہنمائی اور آزادی کے لیے سیدنا موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے۔

سیدنا موسیٰؑ بنی اسرائیل کو قبطیوں کی غلامی سے آزاد کرا کر بحر احمر کے پار واپس فلسطین میں لے آئے۔ یہاں آپؑ کے بعد آپ کے بھائی سیدنا ہارون ؑ پیغمبر اور بادشاہ ہوئے۔ اس کے بعد ایک طویل عرصے تک بنی اسرائیل نے فلسطین پر حکومت کی۔ اس دوران ان پر اللہ کی طرح طرح کی نعمتیں نازل ہوئیں۔ جیسے من وسلوی وغیرہ تاہم اس قوم نے ان کی قدر نہ کی۔ ان میں سیکڑوں نبی بھیجے گئے، کئی کا انکار کیا گیا، کئی کی نبوت تو قبول کی گئی مگر ان کی نافرمانی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی گئی۔ ان میں سب سے آخری نبی سیدنا عیسیٰؑ تھے۔ ان انبیاء میں سے بھی اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے دو باپ بیٹوں سیدنا داؤدؑ اور سیدنا سلیمان ؑ کو عزت بخشی۔ سیدنا سلیمانؑ نویں صدی ق م میں فلسطین کے مشہور فرمانروا اور پیغمبر تھے۔ ان کی وفات کے بعد دس اسرائیلی قبائل نے ان کے جانشین کی مخالفت کی اور اسرائیل کے نام سے شمالی فلسطین میں اپنی بادشاہت قائم کر لی۔

قرآن مجید میں مذکور بنی اسرائیل کو سابقہ تمام عالم اقوام پر فضیلت کی ایک وجہ انہیں کتاب، حکم و نبوت عطا کرنا تھا، جو کہ قرآن مجید کی درج ذیل آیت میں مذکور ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ آتَيْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنَاهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ [3]

زیر نظر مضمون میں اسی آیت کے ضمن میں بیان کردہ بنی اسرائیل کو عطائے کتاب و حکمت و نبوت کی تفسیر بیان کی جائے گی، نیز مفسرین کے نکات کا تجزیاتی مطالعہ کیا جائے گا۔

بنی اسرائیل کے انبیاء:

---

[3] الجاثیہ ۴۵:۱۶

سیدنا ابراہیم علیہ السلام ۔	سیدنا اسحاق علیہ السلام۔	سیدنا یعقوب علیہ السلام۔	سیدنا یوسف علیہ السلام۔
سیدنا موسیٰ علیہ السلام۔	سیدنا ہارون علیہ السلام۔	سیدنا داؤد علیہ السلام۔	سیدنا ایوب علیہ السلام۔
سیدنا سلیمان علیہ السلام۔	سیدنا یونس علیہ السلام۔	سیدنا موسیٰ علیہ السلام۔	سیدنا عیسیٰ علیہ السلام۔

بنی اسرائیل کی کتب:

۱۔ صحف ابراہیمی۔ ۲۔ زبور ۳۔ تورات ۴۔ انجیل

بنی اسرائیل کے قبائل:

ربئون۔ شمعون۔ لاوی۔ یہوداہ۔ دان۔ نفتالی۔ جاد۔ آشیر۔ یساکار۔ زبولون۔ ماناسہ۔ افرایم۔ بنیامین۔

الکتاب کی لغوی تفہیم:

کتاب العین میں ہے: والكتاب والكتابة: مصدر كتبت. والمُكْتِبُ: المعلم.[4]

ترجمہ: کتاب اور کتابۃ دونوں کتبت (فعل) کے مصدر ہیں۔ اور مکتب سے استاد مراد ہے۔

تاج العروس میں ہے:

والكِتَابُ: مَا يُكْتَبُ فِيهِ. وَهُوَ محمولٌ على الكِتَابِ الَّذِي فِيهِ سِرٌّ وأَمانةٌ يَكرَهُ صاحِبُهُ أَنْ يُطَّلَعَ عَلَيْهِ.

وقِيلَ: هُوَ عامٌّ فِي كلِّ كِتاب

(و) الكِتَابُ: (الدَّوَاةُ) يُكْتَبُ مِنْهَا.

(و) الكِتَابُ: (التَّوْرَاةُ) ، قَالَ الزَّجَّاجُ فِي قَوْله تعالَى: {نَبَذَ فَرِيقٌ مّنَ الَّذِينَ أُوتُواْ الْكِتَابَ} ، وقولُهُ: {كِتَابَ اللَّهِ}[5]: جائزٌ أَنْ يكونَ التَّوْراةَ، وأَن يكونَ القُرآنَ.

(و) الكِتَابُ: (الصَّحِيفَةُ) يُكْتَبُ فِيهَا.

(و) الكِتابُ يُوضَعُ مَوْضِعَ (الفَرْضِ) ، قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: {كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ}[6]، أَي: فَرَضْنا.

(و) مِنْ هٰذا: الكِتَابُ يأْتِي بِمَعْنى (الحُكْمِ) ، وَفِي الحديثِ: (لأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بكِتَابِ اللَّهِ) أَي: بحُكْمِ اللَّهِ الّذي أَنزلَ فِي كِتابه، وكَتَبَه على عِباده[7]

ترجمہ: کتاب اسے کہتے ہیں جس میں کچھ لکھا جاتا ہے۔ اور یہ اس کتاب پر بولا جاتا ہے جس میں راز و امانت ہوں اور صاحب کتاب اس بات کو ناپسند کرے کہ کوئی اس کے بارے جانے۔

---

[4] فراہیدی، أبو عبد الرحمن الخلیل بن أحمد، **کتاب العین**، دار و مکتبۃ الھلال، ۵/۳۴۱

[5] البقرہ، ۲:۱۰۱

[6] البقرہ، ۲:۱۷۸

[7] الزّبیدي، أبو الفیض محمّد بن محمّد بن عبد الرزّاق، **تاج العروس من جواھر القاموس** (دار الھدایہ)، ۴/۱۰۱

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ ہر ایک کتاب کے بارے عام ہے۔

اور کتاب سے مراد بعض اوقات دوات بھی ہوتی ہے جس میں سے لکھا جاتا ہے۔

اور کتاب سے مراد توراۃ بھی ہے، جیسا کہ امام زجاج ؒاللہ تعالیٰ کے اس فرمان {نَبَذَ فَرِيقٌ مِّنَ الَّذِينَ أُوتُواْ الْكِتَابَ} اور اس فرمان {كِتَابَ اللَّهِ} کے متعلق کہتے ہیں: یہ بات جائز ہے کہ اس سے مراد تورات ہو یا قرآن مجید۔

اور کتاب سے مراد وہ صحیفہ بھی ہوتا ہے جس میں لکھا جاتا ہے۔

اور کبھی کتاب کا لفظ فرض کرنے کے معنیٰ میں بھی مستعمل ہوتا ہے، جیسا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے {كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ} کا معنی ہے کہ ہم نے فرض کر دیا۔

اور اسی کو مد نظر رکھتے ہوئے کبھی کتاب کا لفظ بطور حکم اور فیصلہ کے بھی آتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا): یقینامیں تمہارے درمیان اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کروں گا، اس کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کیساتھ فیصلہ کروں گا جو اس نے اپنی کتاب میں نازل کیا اور اپنے بندوں پر فرض کیا ہے۔

الحکم کی لغوی تفہیم:

لسان العرب میں مذکور ہے: الْجَوْهَرِيُّ: الحُكْم الحِكْمَةُ مِنَ الْعِلْمِ، والحَكِيمُ العالِم وَصَاحِبُ الحِكْمَة
والحُكْمُ: العِلْمُ وَالْفِقْهُ؛ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى: وَآتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا
والحُكْمُ: العِلْمُ وَالْفِقْهُ وَالْقَضَاءُ بِالْعَدْلِ، وَهُوَ مَصْدَرُ حَكَمَ يَحْكُمُ،
قَالَ ابْنُ سِيدَهْ: الحُكْمُ القَضاء، وَجَمْعُهُ أَحْكامٌ،[8]

ترجمہ: جوہری کہتے ہیں: حکم سے مراد وہ دانائی ہے جو علم کی بنا پر ہو، اور حکیم سے مراد عالم ہو صاحب حکمت شخص ہے

اور حکم سے مراد علم اور فقہ بھی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اور حکم سے مراد علم، فقہ، عدل کیساتھ فیصلہ کرنا ہے۔ اور اس بنا پر یہ باب نصر ینصر سے مصدر ہو گا

ابن سید کہتے ہیں: اس سے مراد فیصلہ کرنا ہوتا ہے اور اس کی جمع احکام آتی ہے۔

التعریفات میں مذکور ہے:

الحكم: إسناد أمر إلى آخر إيجابًا أو سلبًا، فخرج بهذا ما ليس بحكم، كالنسبة التقييدية.[9]

---

[8] الإفريقي، جمال الدین محمد بن مکرم، ابن منظور، **لسان العرب**، ۱۲/ ۱۴۰

[9] راغب الأصفهاني، أبو القاسم الحسين بن محمد، **المفردات في غريب القرآن**، ۹۲

ترجمہ: حکم سے مراد: کسی معاملہ کی دوسرے کی طرف مثبت یا نفی کے اعتبار سے۔ اس وجہ سے وہ چیزیں نکل گئیں جو اس حکم میں شامل نہیں ہیں، جیسا کہ تقییدی حکم وغیرہ۔

المعجم الوسیط میں لکھا ہے: (الحكم) الْعلم والتفقه وَالْحكمَة يُقَال الصمت حكم وَالْقَضَاء[10]

ترجمہ: حکم سے مراد علم، سمجھ بوجھ اور حکمت ہے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے: خاموشی حکمت اور فیصلہ ہے۔

النبوۃ کی لغوی تفہیم:

تاج العروس میں مذکور ہے: (والاسمُ) النُّبُوءَةُ) بِالْهَمْز، وَقد يُسَهَّل، وَقد يُبْدَل وَاواً ويُدْغم فِيهَا، قَالَ الرَّاغِب: {النُّبُوَّةُ: سِفارَةٌ بَين اللَّهِ عزَّ وجلَّ وَبَين ذَوِي العُقولِ الزَّكِيَّة لإِزاحَةِ عِلَلِهَا.[11]

ترجمہ: اور اسم النبوءۃ ہمزہ کیساتھ استعمال ہوتا ہے۔ اور کبھی کبھی ہمزہ کی ادائیگی نرمی سے بھی کی جا سکتی ہے۔ اور کبھی اس ہمزہ کو واؤ میں تبدیل کر کے واؤ کا واؤ میں ادغام کر کے (النبوّۃ) بھی پڑھا جاتا ہے۔

امام راغب کہتے ہیں: نبوت اللہ تعالیٰ اور اس کے ذی شعور بندوں کے درمیان ایک عہدہ سفارت ہے جو ان کی آخرت اور روزی کے معاملے میں ان کی برائیوں کو دور کرے۔

المعجم الوسیط میں مذکور ہے:

(النبوءة) سفارة بَين الله عز وَجل وَبَين ذَوي الْعُقُول لإزاحة عللها (وتبدل الْهمزَة واوا وتدغم فَيُقَال النُّبُوَّة) والإخبار عَن الشَّيْء قبل وقته حزرا وتخمينا (محدثة)[12]

ترجمہ: نبوت اللہ تعالیٰ اور اس کے ذی شعور بندوں کے درمیان ایک عہدہ سفارت ہے جو ان کی آخرت اور روزی کے معاملے میں ان کی برائیوں کو دور کرے۔ کبھی اس ہمزہ کو واؤ میں تبدیل کر کے واؤ کا واؤ میں ادغام کر کے (النبوّۃ) بھی پڑھا جاتا ہے۔

اسی طرح نبوءۃ کا معنی: کسی چیز کے بارے میں اندازہ لگاتے ہوئے وقت سے پہلے بتا دینا۔

بنی اسرائیل کو عطا کردہ "الکتاب" کے بارے تفسیری ادب

تفسیر القرآن الکریم میں لکھا ہے:

---

[10] إبراهيم مصطفى / أحمد الزيات / حامد عبد القادر / محمد النجار، **المعجم الوسيط**، دار الدعوة، ۱/ ۱۹۰

[11] الزّبيدي، أبو الفيض محمّد بن محمّد بن عبد الرزّاق، **تاج العروس من جواهر القاموس**، ۱/ ۴۴۵

[12] إبراهيم مصطفى / أحمد الزيات / حامد عبد القادر / محمد النجار، **المعجم الوسيط**، دار الدعوة، ۲/ ۸۹۶

"الکتاب" سے مراد کوئی ایک کتاب نہیں، بلکہ جنس کتاب ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل میں بہت سے صاحبِ کتاب انبیاء مبعوث فرمائے۔ تورات، انجیل اور زبور تو عام معروف ہیں، ان کے علاوہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اس نے اُنہیں کتنی کتابیں عطا فرمائی۔[13]

تبیان القرآن میں غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں:

"بنو اسرائیل کو دی گئی نعمتیں": اس آیت میں یہ بتایا ہے کہ بنو اسرائیل کا طریقہ اپنے پیش رو کفار کے طریقے کے موافق تھا، اللہ تعالیٰ نے ان کو طرح طرح کی کثیر نعمتیں دیں، اس کی باوجود وہ سرکشی اور عناد سے اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی کرتے رہے۔ نعمتیں دو قسم کی ہیں: دینی نعمتیں اور دنیاوی نعمتیں اور دینی نعمتیں دنیاوی نعمتوں سے افضل ہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ نے دینی نعمتوں سے ابتداء کی ہے، بنو اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے جو دینی نعمتیں عطا کی تھیں وہ یہ ہیں: کتاب، حکومت، اور نبوت، کتاب سے مراد ہے تورات۔[14]

معارف القرآن میں لکھا ہے:

اس آیت میں بنی اسرائیل کا تذکرہ ہے کہ پروردگار عالم نے کیسے انعامات سے ان کو نوازا لیکن اس بدنصیب قوم نے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں کی ناشکری کی اور اس کی نازل کی ہوئی ہدایت ورحمت سے محرومی اختیار کی اور عملی بغاوت و سرکشی کو اپنی زندگی کا شعار بنایا۔

ارشاد فرمایا: اور بے شک ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب اور سلطنت وپیغمبری اور ان روحانی انعامات واعزاز وکرامت کے ساتھ عطا کیں ان کو کھانے کے لیے پاکیزہ چیزیں اور فضیلت وبرتری دی ان کو تمام جہاں پر کہ کسی قوم اور خاندان میں اللہ تعالیٰ نے اس وقت اس قدر فضیلتیں اور دین دنیا کی عزتیں جمع نہیں فرمائیں تھیں جتنی کے بنی اسرائیل کو دیں کتاب تورات دی۔[15]

خلاصہ کلام:

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو دینی و دنیاوی نعمتوں سے خوب نوازا، لیکن اس آیت میں پہلے دینی نعمتوں کا ذکر ہے، جبکہ دنیاوی نعمتوں کا تذکرہ بعد میں ہے۔ اس آیت میں مذکور "الکتاب" سے مراد بعض مفسرین نے ہر قسم کی کتاب مراد لی ہے، جیسا کہ تورات، زبور اور انجیل وغیرہ۔

---

[13] بھٹوی، عبد السلام، **تفسیر قرآن الکریم**، ۴/ ۲۴۷

[14] سعیدی، غلام رسول، **تبیان القرآن**، ۱۰/ ۸۰۰-۸۰۱

[15] کاندھلوی، محمد ادریس، **معارف القرآن**، ۷/ ۳۰۵

بنی اسرائیل کو عطا کردہ "الحکم" کے بارے تفسیری ادب

صاحب تدبر قرآن لکھتے ہیں:

"حکم" سے یہاں قرینہ دلیل ہے کہ وہ حکومت مراد ہے جو بنی اسرائیل کو حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کے دور میں حاصل ہوئی اور ایک طویل مدت تک قائم رہی۔ کتاب اور حکومت میں لازم وملزوم کا رشتہ ہے۔ اللہ کی کتاب اس کے احکام و قوانین کا مجموعہ ہوتی ہے اس وجہ سے اللہ تعالیٰ جن قوم کو اپنے احکام و قوانین کا صحیفہ عطا فرماتا ہے اسکو لازماً حکومت بھی دیتا ہے اس لیے کہ احکام و قوانین کی تنفیذ کے لیے حکومت ناگزیر ہے۔ اس حکومت سے قوم اس وقت محروم ہوتی ہے جب وہ اللہ تعالی کے احکام کو پیٹھ پیچھے پھینک دیتی ہے"[16]

ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں:

"حکم" سے مراد تین چیزیں ہیں۔ ایک: کتاب کا علم وفہم اور دین کی سمجھ۔ دوسری: کتاب کے منشا کے مطابق کام کرنے کی حکمت۔ تیسری: معاملات میں فیصلہ کرنے کی صلاحیت۔[17]

صاحب ضیاء القرآن لکھتے ہیں:

بنی اسرائیل پر جو انعامات فرمائے گئے اب انکا ذکر ہو رہا ہے۔ پہلے ان انعامات کا ذکر کیا جو دین کے متعلق ہیں۔ یعنی ہم نے انکو تورات جیسی عظیم کتاب مرحمت فرمائی۔ پھر انہیں حکم سے سرفراز فرمایا، حکم سے مراد حکومت ہے یعنی ہم نے انکو حکومت عطا فرمائی۔ تاکہ وہ احکام الٰہی کی تنفیذ کر سکیں اور ارشاد خداوندی کے مطابق اپنے مقدمات کا فیصلہ کر سکیں اور حکم کا دوسرا معنی کتاب کا فہم اور اس کے مطالب کا ادراک بھی ہو سکتا ہے، یعنی ہم نے انہیں کتاب بھی دی اور اس کے اسرار و معارف کی سمجھ بھی ارزانی فرمائی۔[18]

عبد السلام بھٹویؒ تفسیر القرآن الکریم میں لکھتے ہیں:

"الحکم" کا معنی فیصلہ اور قوت فیصلہ ہے۔ یہاں مراد یہ ہے کہ ہم نے بنی اسرائیل کو آزادی اور حکومت بخشی، جس میں وہ اپنے فیصلے خود کر سکتے تھے، کیونکہ اپنی حکومت کے بغیر اسلام پر پوری طرح عمل ہو ہی نہیں سکتا۔ موسی علیہ السلام نے فرعون سے نجات اور آزادی ملنے پر بنی اسرائیل کو فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہیں بادشاہ بنا دیا، کیونکہ آزاد قوم کا ہر فرد ہی بادشاہ ہوتا ہے، جیسا کہ فرمایا "وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِهٖ یَا

---

[16] اصلاحی، امین احسن، **تدبر قرآن**، ۸/ ۳۱۵

[17] مودودی، سید ابوالاعلی، **تفہیم القرآن**، ۴/ ۵۸۶

[18] الازہری، پیر محمد کرم شاہ، **تفسیر ضیاء القرآن**، ۵/ ۴۶۴

قَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًاۖ وَّاٰتَاكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعَالَمِيْنَ[19]

ترجمہ: اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم! اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب کہ تم میں نبی پیدا کیے اور تمہیں بادشاہ بنایا، اور تمہیں وہ دیا جو جہان میں کسی کو نہ دیا تھا۔

بعد میں داؤد علیہ السلام، سلیمان علیہ السلام اور دوسرے اسرائیلی حکمرانوں کی حکومتیں بھی انھیں اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ اس "الحکم" میں شامل ہیں۔[20]

غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں:

اور حکم کی کئی تفسیرین کی گئی ہیں:

۱۔ اس سے مراد علم اور حکمت ہے

۲۔ اس سے مراد مقدمات کے فیصلوں کی صلاحیت ہے

۳۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کا علم، یعنی فقہ کا علم۔[21]

خلاصہ بحث:

- حکم کی مختلف تفاسیر موجود ہیں، جیسا کہ کتاب کا علم، کتاب کا فہم ہے، مزید حکومت، حکمت، فیصلہ، قوت فیصلہ اور قانون الٰہی والٰہی قانون کے مطابق نظام حکومت نافذ کرنا ہے۔
- اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جیسا نظام حکومت و سلطنت اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل میں جاری فرمایا، ویسا کسی بھی قوم میں نازل نہیں کیا۔ اور اسی نظام حکومت اور انبیاء کے جاری سلسلہ کیوجہ سے سابقہ تمام اقوام پر انہیں فضیلت حاصل تھی۔
- بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ کے بے شمار احسانات وانعامات تھے اور فضیلت تھی، کہ جب تلک وہ اللہ تعالیٰ کے مطیع و فرمانبردار رہے، لیکن جونہی انہوں نے احکام الٰہیہ سے روگردانی کی تو ذلت و رسوائی ان کا مقدر بن گئی اور تمام فضائل و مناقب ان سے چھین لئے گئے، یہاں تک کہ منصب نبوت و امامت سے بھی انہیں محروم کر دیا گیا۔

بنی اسرائیل کو عطا کردہ "النبوہ" کے بارے تفسیری ادب

تیسیر القرآن میں مذکور ہے:

---

[19] المائدہ: ۲۰

[20] بھٹوی، عبد السلام، **تفسیر قرآن الکریم**، ۴/ ۲۴۷

[21] سعیدی، غلام رسول، **تبیان القرآن**، ۱۰/ ۸۰۰

بنی اسرائیل پر اللہ تعالی کے احسانات: یعنی ہم نے بنی اسرائیل کو تمام دینی اور دنیاوی نعمتوں سے نوازا تھا, ان میں ہزاروں کی تعداد میں پیغمبر مبعوث کیے گئے، ان میں سے کئی بادشاہ بھی تھے، انہیں بنی نوع انسان کی کی ہدایت کے لئے لیے کتاب تورات بھی دی تھی اور اور کھانے پینے کو وافر اور پاکیزہ رزق بھی عطا کیا تھا، گویا بنی اسرائیل کو اپنے دور میں میں دوسری تمام اقوام پر برتری دے کر ہم ہی نے انہیں خصوصی انعامات سے نوازا تھا۔ [22]

صاحب تدبر قرآن لکھتے ہیں:

"نبوۃ" کا مفہوم واضح ہے لیکن یہاں اس کے ذکر کا خاص پہلو ہے وہ یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل کے اندر نبوت کا ایک ایسا سلسلہ اللہ تعالیٰ نے قائم فرمایا جو حضرت مسیح علیہ السلام تک بلا انقطاع جاری رہا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ اس قوم نے جو سلوک کیا اس کے نتیجے میں یہ قوم ملعون ہوئی پھر حکومت اور نبوت دونوں نعمتوں سے ہمیشہ کیلئے محروم ہو گئی۔ [23]

بنی اسرائیل کے انبیاء:

سیدنا ابراہیم علیہ السلام ۔	سیدنا اسحاق علیہ السلام۔	سیدنا یعقوب علیہ السلام۔	سیدنا یوسف علیہ السلام۔
سیدنا موسیٰ علیہ السلام۔	سیدنا ہارون علیہ السلام۔	سیدنا داؤد علیہ السلام۔	سیدنا ایوب علیہ السلام۔
سیدنا سلیمان علیہ السلام۔	سیدنا یونس علیہ السلام۔	سیدنا موسیٰ علیہ السلام۔	سیدنا عیسیٰ علیہ السلام۔

بنی اسرائیل کی کتب:

۱۔ صحف ابراہیمی۔ ۲۔ زبور ۳۔ تورات ۴۔ انجیل

بنی اسرائیل کے قبائل:

رئبون۔ شمعون۔ لاوی۔ یہوداہ۔ دان۔ نفتالی۔ جاد۔ آشیر۔ یساکار۔ زبولون۔ مناسہ۔ افرائیم۔ بنیامین۔

خلاصہ کلام:

ان تفسیرات سے واضح ہے کہ جتنے رسول اور پیغمبر اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل میں بھیجے، اتنی کسی بھی قوم میں نہیں بھیجے۔ مزید یہ کہ ان میں سے اکثر بادشاہ بھی تھے۔

[22] کیلانی، عبد الرحمان، **تیسیر القرآن**، ۴/ ۲۰۲

[23] اصلاحی، امین احسن، **تدبر قرآن**، ۸/ ۳۱۵